اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اور غیر مسلم جج صاحبان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی رو سے ملک کے صدر اور وزیراعظم کا مسلمان ہونا ضروری ہے، اپنے عہدے کا حلف اٹھاتے ہوئے انہیں اس بات کا اقرار کرنا ہوتا ہے کہ وہ حضور سرور کائنات ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کے مدعی کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آئینی طور پر کوئی غیر مسلم ملک کا صدر یا وزیراعظم نہیں ہوسکتا۔ اس کے برعکس اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی تقرری میں کوئی پابندی حائل نہیں ہوتی، چنانچہ ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں سے تعلق رکھنے والوں کو اگر وہ تقرری کی اہلیت کی تمام شرائط پوری کرتے ہوں، جج مقرر کرنے میں کوئی امر مانع نہیں، پاکستان کی عدلیہ میں جسٹس اے آر کارنیلیس، جسٹس دراب پٹیل اور جسٹس رستم سدھوا نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ البتہ لاہوری یا قادیانی (مرزائی) مذہب کے پیروکاروں کا معاملہ ذرا مختلف نوعیت رکھتا ہے۔ گذشتہ چودہ سو سال سے تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر، کاذب اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی جب ابھی اسلامی سلطنت کی بنیادیں پوری طرح استوار نہیں ہوئی تھیں، تو کئی فتنے اٹھ کھڑے ہوئے، منکرین زکوۃ اور مسیلمہ کذاب اپنی پوری شیطانی قوت کے ساتھ حق کے مقابل آکھڑے ہوئے، اس وقت انتہائی نامساعد حالات میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس پامردی اور استقامت سے ان فتنوں کا مقابلہ کر کے ان کا قلع قمع کیا وہ اسلامی تاریخ عزیمت کا ایک کھلا سنہری باب ہے۔ مرزائی مذہب کے پیروکاروں کو اعلیٰ عدالتوں کا جج بننے میں ایک ایسی آئینی رکاوٹ کا سامنا ہے جسے وہ خود ہی دور نہیں کرنا چاہتے، بلکہ دانستہ اس سے چمٹے ہوئے ہیں، وہ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل (G)(A)(۳) ۲۶۰ کی رو سے یہ ازلی ابدی غیر مسلم آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دنیا بھر کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو کافر سمجھتے اور اپنے آپ کو اصلی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ یہ آئین کے متذکرہ بالا آرٹیکل ۲۶۰ کو تسلیم نہیں کرتے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ پاکستان میں کسی چھوٹے یا بڑے قادیانی شخص نے اپنا ووٹ نہیں بنوایا کیونکہ ان کا ووٹ غیر مسلم رائے دھندگان کی فہرست میں ہی درج کرایا جاسکتا ہے۔ اور وہ آرٹیکل ۲۶۰ کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرنے کو تیار نہیں، کیا ایسی صورت میں کسی مرزائی جج کا حلف کہ وہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا تحفظ اور دفاع کرے گا" قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ایک "اعلیٰ شخصیت" کی جناب جسٹس خلیل الرحمن صاحب سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے اس وجہ سے ناراضی ہوگئی ہے کہ انہوں نے ایک قادیانی سیشن جج کی بطور ہائی کورٹ جج تقرری کی سفارش نہیں کی۔اس "اعلیٰ شخصیت" کی خدمت میں اطلاعاً عرض ہے کہ عدلیہ میں اب مزید کسی مرزائی جج کی تقرری کی گنجائش نہیں ہے۔کیونکہ وہ پہلے ہی اپنی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ حصہ وصول کر چکے ہیں۔اس وقت پنجاب میں قادیانیوں کے ووٹوں کی کل تعداد چار ہزار اٹھاسی ہے۔جبکہ یہ پنجاب میں اپنی تعداد لاکھوں میں بتاتے ہیں جو بذات خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ اپنے ووٹ جان بوجھ کر نہیں بنواتے۔تاکہ ان کے نام بطور غیر مسلم درج نہ ہوں اور اس طرح یہ آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کا منہ چڑاتے ہیں۔بہرحال ۴۰۸۸ ووٹوں پر ان کا ایک جج بذریعہ سابق قائم مقام چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ مقرر ہوچکا ہے۔پنجاب میں مسلمان ووٹوں کی تعداد تین کروڑ اکیس لاکھ سے زیادہ ہے۔لاہور ہائی کورٹ کے لئے ججوں کی آسامیوں کی منظور شدہ تعداد صرف پچاس ہے۔اگر مسلمانوں کو ۴۰۸۸ ووٹوں پر جج کی ایک اسامی دی جائے تو تین کروڑ اکیس لاکھ سے زیادہ ووٹوں پر مسلمانوں کے لیے لاہور ہائی کورٹ میں سات ہزار ساڑھے آٹھ سو سے زیادہ آسامیوں کا انتظام کرنا ہوگا۔جسٹس خلیل الرحمن خان صاحب نے قادیانی سیشن جج کی سفارش نہ کرکے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ دینی حمیت کا ثبوت دیا ہے۔عدلیہ کی تاریخ میں ان کا نام ان کے سنہری کارناموں اور جرأت مندانہ اور عادلانہ فیصلوں کی وجہ سے ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔انہوں نے ۲۰ مارچ ۱۹۹۶ کے تاریخ ساز فیصلے سے پہلے بھی ہمیشہ عدلیہ کی آزادی کی بات کی اور اس کی سزا بھی پائی۔دو سال فیڈرل شریعت کورٹ بھگتی۔کبھی کسی حکمران کے پاس کوئی ذاتی غرض لیکر نہیں گئے۔سازشی عناصر حکمران کے پاس جاجا کر انکی شکایت کرتے رہے کہ "اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں" اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانے میں چیف جسٹس کے عہدۂ جلیلہ پر فائز فرمایا۔جب اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا،فاضل سپریم کورٹ کے ۲۰ مارچ کے فیصلے کے بعد اب عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہے، اب وہ دن گئے۔جب ایک قائم مقام چیف جسٹس نے حکومت کے اشارہ پر توہین رسالت کے مبینہ مرتکب غیر مسلموں کی سزائے موت کے خلاف اپیل دو ہفتوں سے بھی کم مدت میں سماعت کرانے کا انتظام کردیا تھا اور ایک دوسرے قائم مقام نے ایک ڈپٹی کمشنر کی خواہش پر اسی ضلع کے سیشن جج کو رات گیارہ بجے نیند سے بیدار کراکے اسے ٹیلیفون پر یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگلی صبح تین سو میل دور نئے سٹیشن پر جاکر چارج سنبھالے۔اس سیشن جج کا قصور یہ تھا کہ اس نے ڈپٹی کمشنر اور دیگر افسران کے خلاف اس وقت کی اپوزیشن کی مقامی قیادت کے استغاثہ میں پراسس جاری کردیا تھا۔

جسٹس خلیل الرحمان خان کے جانشین جسٹس اعجاز نثار صاحب خود پابند صوم صلوۃ اور ایک دینی اقدار کے حامل معزز خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔جناب جسٹس سجاد علیشاہ نسباً سید ہیں۔اور ان کے بزرگوں

نے باب الاسلام سندھ میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں نمایاں خدمات سرانجام دی ہوئی ہیں۔ان معزز حضرات سے مسلم امہ توقع رکھتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے معاملات ختم نبوت کے باغی اور فرنگی سامراج کے پٹھو غلام احمد قادیانی کے امتیوں کے ہاتھ میں نہیں جانے دیں گے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے گرو آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی نے حضرت قائد اعظم کا جنازہ اس بنا پر نہیں پڑھا تھا کہ وہ انہیں مسلمان نہیں سمجھتا تھا اور اس نے اپنے اس گندے عقیدے کا اظہار برملا کیا تھا،ان کے ایک اور گروگھنٹال ڈاکٹر عبدالسلام نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم منظور ہونے پر اپنے بیان میں کہا تھا کہ میں اس لعنتی ملک (مملکت خداداد پاکستان) کی زمین پر اپنا قدم نہیں رکھنا چاہتا، یہ ایک عظیم المیہ ہے کہ حکومت سے وابستہ کچھ مغرب زدہ لوگوں نے اسے حقائق کے برعکس اچھالنے کی کوشش کی اور گورنمنٹ کالج لاہور کی لائبریری کو اس شخص سے منسوب کردیا۔

میں اس پر اسرار "اعلیٰ شخصیت" بشمیت تمام متعلقہ اعلیٰ شخصیتوں کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ ذیل تحریر کی طرف مبذول کرا کر انہیں اس بات پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں کہ اس تحریر کی رو سے مرزائیوں کے نزدیک ان کا اوران کے دیندار والدین اور آباؤ اجداد کا کیا مقام متعین ہوتا ہے۔

"ہر مسلمان میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر بدکار عورتوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷)

اب وقت آگیا ہے کہ ان لوگوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے، جو اپنے آپ کو مسلم اور امت مسلمہ کو کافر قرار دیتے ہیں، ملازمتوں اور دیگر مراعات میں انہیں ان کی تعداد کے مطابق حصہ دیا جائے اور مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے سے روک دیا جائے۔ایک صوبائی حکومت پہلے ہی کنور ادریس (قادیانی) کو وزیر مقرر کرکے فتنہ و فساد کا دروازہ کھول چکی ہے۔ "اعلیٰ شخصیتوں" کو ایسی کوئی مزید کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ملکی محکموں کے سربراہ اپنے ماتحت قادیانی افسروں سے اور ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس اپنے ماتحت قادیانی ججوں سے اس امر کا حلف نامہ کہ وہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ کے مطابق اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں۔طلب کرکے دیکھ لیں کہ کون آئین کا پابند ہے اور کون منحرف۔جو اپنے آپ کو آئین کے مطابق غیر مسلم تسلیم کرلیں۔انہیں ان کی آبادی کے تناسب سے تمام حقوق دیئے جائیں۔

"اعلیٰ شخصیت" یا شخصیتوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان حضور نبی کریم ﷺ سے انتہائی جذباتی عقیدت رکھتے ہیں۔وہ آپ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنی جان، مال، اولاد، والدین غرضیکہ ہر قیمتی متاع قربان کردینے کو سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں دس ہزار مسلمان نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ ادا کیا جو بالآخر ۱۹۷۴ء کی تحریک کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور انگریزی سامراج کے "خود کاشتہ پودے" کی جعلی نبوت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچا گیا۔ (بہ شکریہ روزنامہ "نوائے وقت" ۲۲دسمبر ۱۹۹۶ء)

تفسیر "جواہر القرآن" کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

کتاب

ہدایۃ الحیران

جدید ایڈیشن

مع جواب "اقامۃ البرھان" منظر عام پر آچکی ہے۔

تفسیر "جواہر القرآن" کے رد میں لکھی گئی کتاب "ہدایۃ الحیران" کا جدید ایڈیشن طبع ہوگیا ہے جس کے شروع میں "اقامۃ البرھان" پر تبصرہ نیز ایک وقیع مقدمہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق اور اس کے انکار کا پس منظر نیز فریق مخالف کا مناظرے فرار بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اقدس فقیہ ملت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے یہ کتاب نہایت ہی عرق ریزی اور محنت سے تحریر فرمائی ہے اس کی علمی تحقیقات اور بلند پایہ مضامین اور متین تنقید دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ایک اہم خصوصیت

اس کی متعدد خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وقت کے اکابر علماء، محدثین عظام اور مشائخ و فقہاء کرام نے بڑے زوردار الفاظ میں اس کی تائید فرمائی ہے

- شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب مدظلہم العالی
- فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ
- علاوہ ازیں محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی اور ماہنامہ بینات کا تبصرہ بھی قابل دید ہے۔

مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب کا ارشاد

حضرت لکھتے ہیں کہ کسی شخص کو جواہر القرآن کا مطالعہ کرنا جائز نہیں اور جو مطالعہ کر چکے ہیں ان کو کتاب ہدایۃ الحیران کا غور سے پڑھنا ضروری ہے۔

از تصدیق حضرت والا

علماء و طلباء کے لئے خصوصی رعایت

اعلیٰ کاغذ و جلد: قیمت =/180 روپے

ترتیب،

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب

خطیب جامع مسجد مکی میاں چنوں

غیر مقلد بنام غیر مقلد

تقریظ،

حضرت مولانا محمد امین صاحب اوکاڑوی

قیمت، مجلد اعلیٰ =/60 روپے

مقدمہ،

صوفی کامل مفتی بشیر احمد صاحب

حقیقت کتاب صلوٰۃ الرسول

(مؤلف، حکیم محمد صادق سیالکوٹی)

یعنی غیر مقلدین اپنے ہی آئینہ میں

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ

طیب اکیڈمی

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان